علم فلکیات اور رویت ہلال کا امتزاج

(مفتی محمد صباح الدین قاسمی)

کرۂ ارض سورج کے اطراف ایک گردش ۳۶۵ دن میں پوری کرتا ہے اس مدت کو شمسی سال کہا جاتا ہے۔ اسی طرح چاند زمین کے اطراف ایک گردش ۲۹ دن میں پوری کرتا ہے۔ اس مدت کو قمری مہینہ کہتے ہیں۔ شمسی سال بارہ قمری مہینوں کے سال سے گیارہ دن بڑا ہوتا ہے۔

ارکانِ اسلام میں سے صلوٰۃ کے اوقات کا تعلق سورج کے طلوع، غروب اور نصف النہار سے ہے اور دو ارکان صوم (روزہ) اور حج کا تعلق قمری مہینوں سے ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو علم فلکیات سے واقفیت ضروری ہے۔

رویت ہلال علم فلکیات کے لحاظ سے:

ہر قمری مہینہ کی ۲۹ر تاریخ کو چاند کا ایک حصہ زمین کے مغربی افق پر آ جاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے کے عین بعد جب یہ حصہ سورج کی روشنی سے منور ہوتا ہے تو انسانی آنکھوں کو ہلال کی شکل میں نظر آتا ہے۔ ۲۹ر تاریخ کو مغرب کے بعد چاند اگر افق سے چند ڈگری اوپر ہو تو ہلال دکھائی دے گا اور مہینہ ۲۹ر دن کا ہوگا۔ اگر ۲۹ر کو چاند افق سے نیچے ہو تو ۲۹ر کو چاند دکھائی نہ دے گا بلکہ دوسرے دن دکھائی دے گا اور مہینہ ۳۰ر دن کا ہوگا۔

اس کے یہ معنی ہوئے کہ علم فلکیات کے ذریعہ قبل از وقت یقینی طور پر معلوم کر لیا جا سکتا ہے کہ قمری مہینہ کی ۲۹ر کو چاند کی پوزیشن کیا رہے گی۔ اس طرح ہلال کے نظر آنے یا نہ آنے کا امکان معلوم کر لیا جا سکتا ہے۔

رویت ہلال کی شرعی حیثیت:

اسلامی شریعت نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ ماہِ رمضان کا پہلا چاند دیکھ کر پہلا روزہ رکھو اور پورا مہینہ روزہ رکھ کر شوال کے مہینہ کا پہلا چاند دیکھ کر روزہ ترک کر دو اور عید مناؤ۔ اس سلسلہ میں حدیث کی تمام کتابوں میں جو روایات بیان ہوئی ہیں ان میں رویت ہلال کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

فضل العالم علی العابد کفضلِ القمرِ علی سائرِ الکواکب (سنن ابوداود و ترمذی)

یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اسی طرح ماہ ذی الحجہ کی آغاز کا تعین بھی چاند دیکھ کر کیا جاتا ہے اور مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ۱۰رذی الحجہ کو عیدالاضحیٰ مناتے ہیں۔

شرعی لحاظ سے شرط یہ ہے کہ چاند آنکھوں سے دیکھا جائے۔ ہر ایک کا دیکھنا ضروری نہیں مگر اتنے لوگوں کا دیکھنا مطلوب ہے کہ جس کو کافی سمجھ لیا جائے یا کم سے کم دو اشخاص کی گواہی لی جائے۔ جنہوں نے چاند دیکھا ہو۔

رویت ہلال کی اس شرعی حیثیت کے باوجود شرع متین میں بعض مستثنیات ہیں یعنی شرعی لحاظ سے مہینہ ۲۹ر دن سے کم اور ۳۰ر دن سے زائد کا نہیں ہوتا۔ اگر ۲۹ر کو چاند نظر نہیں آیا تو مہینہ تیس دن کا قرار پائے گا۔ اس کی صراحت یوں کی جاسکتی ہے۔ اگر دو افراد کی شہادت سے رمضان کے مہینہ کی ابتداء کا اعلان کیا گیا روزے رکھے گئے، تیس دن پورے ہو گئے اور ۳۰ر رمضان کو مطلع صاف ہونے کے باوجود بھی رویت نہیں ہوئی تو شرعی حکم یہ ہے کہ اب روزہ نہیں رکھا جائے گا بلکہ اگلا دن عید کا ہوگا۔

رویت ہلال کے سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بعض عوامل رویت ہلال پر اثر انداز اور اس کے لئے معاون ہوتے ہیں۔ مثلاً مطلع پر چاند کے صحیح مقام اور رویت کی صحیح تاریخ اور وقت کا علم۔ دیکھنے والے کی عمر، بصارت، رویت ہلال کا سابقہ تجربہ۔

اس وقت عملاً یہ ہو رہا ہے کہ اکثر و بیشتر ایک ملک اور ایک ہی شہر میں دو دو دن تین تین دن عید منائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت حال سے مسلمانوں کے اتحاد و یکجہتی کو شدید نقصان پہنچتا ہے، جگ ہنسائی ہوتی ہے، آخر وقت تک غیر یقینی صورت حال کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور اس صورتحال کی ذمہ داری شریعت پر ڈال دی جاتی ہے۔

مغربی ذہن کا شاخسانہ:

اختلافی صورت حال کے ردعمل کے طور پر بعض گوشوں سے یہ تجویز پیش ہوئی کہ ہلال کا مسئلہ انسانی آنکھ سے رویت ہلال پر منحصر کرنے کی بجائے علم فلکیات پر منحصر کیا جائے۔ سورج اور چاند کی گردش مقررہ اور اٹل قوانین کے تابع ہے اور چاند نظر آنے کی تاریخ دن اور وقت کا تعین علم فلکیات کی مدد سے کیا جاسکتا ہے۔ جب علم فلکیات کی مدد سے ہر ماہ چاند کی پوزیشن پیشگی اور یقینی

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود وترمذی)

معلوم ہوسکتی ہے تو کیوں شمسی کیلنڈر کی طرح قمری کیلنڈر بھی پیشگی تیار نہیں کرلیا جاتا۔ اور کیوں اس کے مطابق روزوں اور عید کے دنوں کا تعین نہیں کرلیا جاتا؟ اس طرح ہم سائنسی دور کے مطابق ہو جائیں گے۔ اس تجویز کے حامیوں کا خیال ہے کہ سائنس کے دور میں چاند کے نظر آنے یعنی رویت ہلال پر زور دینے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔

غیر ملک سے چاند کی درآمد:

دوسری تجویز یہ پیش ہوئی کہ کسی ایک شہر مثلاً مکہ معظّمہ میں چاند کے نظر آنے کی بناء پر اپنے اپنے ملک میں ماہِ صیام اور ماہِ ذی الحجہ کے آغاز کا اعلان کر دیا جائے اور تمام دنیا کے مسلمان اس بات کو قبول کرلیں۔ اس طرح تمام دنیا میں روزوں اور عیدین کے معاملہ میں یکسانیت رہے گی۔

جہاں تک سعودی عرب کا تعلق ہے مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی نے اپنے مقالہ میں جو ماہنامہ ''الفرقان'' کے جنوری اور فروری ۱۹۹۳ء کے مشترکہ شمارہ میں شائع ہوا ہے بعض انکشافات کئے ہیں۔

۱۔ سعودی عرب میں ام القریٰ تقویم پر عمل کیا جاتا ہے جسے ایک پاکستانی اسکالر ڈاکٹر فضل احمد نے بجائے امکان رویت کے چاند کی پیدائش کی بنیاد پر مرتب کیا ہے۔

۲۔ خلیج کی عرب ریاستوں میں رمضان اور عیدین کا تعین مقامی رویت ہلال سے صرف نظر کر کے سعودی عرب کے سرکاری اعلان رویت پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس طرح مشرقِ وسطیٰ میں رویت ہلال دینی سے زیادہ سیاسی مسئلہ بن گیا ہے۔ اگر یہ مسئلہ صرف مغربی ذہن کا شاخسانہ ہوتا تب بھی بات سمجھ میں آسکتی تھی لیکن افسوس کی بات ہے کہ سعودی عرب میں علم فلکیات کا اطلاق بھی پوری طرح نہیں کیا جاتا ہے بلکہ محاق (Birth of the Moon) سے مہینہ کی ابتداء قرار پاتی ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ سعودی تقویم ہمیشہ ایک یا دو دن مقدم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد نیومون یا اس سے بھی پہلے ہے)۔

مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی نے مزید بتلایا ہے کہ سعودی (ام القریٰ) تقویم میں مصری تقویم سے بھی آگے بڑھ کر کبھی کبھی تو محاق سے بھی پہلے غیر مرئی چاند کے دیکھے جانے کا غلط شہادت کی بنیاد پر رمضان اور عیدین کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ غلط شہادت اس لئے کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ نیا

چاند ہمیشہ غیر مرئی ہوتا ہے (محاق سے پہلے رویت ناممکن ہے اور محاق کے بعد بھی ۱۶ گھنٹے تک رویت ممکن نہیں۔ محاق یعنی چاند کی پیدائش کے ایک دن بعد چاند مرئی ہوتا ہے) اس پر بھی طرفہ یہ کہ سعودی عرب کے معیاری وقت سے قطع نظر کر کے گرینچ وقت (GMT) کے مطابق مرتب کیا ہے۔ یعنی اگر گرینچ وقت کے مطابق رات میں ۱۱/بجکر ۵۱ منٹ پر چاند پیدا ہوگیا تو سعودی عرب میں گزشتہ شام سے اسلامی ماہ شمار کرلیا گیا حالانکہ وہاں چاند کی پیدائش اگلے دن صبح ہو رہی تھی۔

مصری کیلنڈر:

جمال عبدالناصر کے اثر کے تحت ۱۹۲۶ء سے چاند کی پیدائش ہی کو ہلال تسلیم کرلیا گیا۔ یعنی رویت ہلال کے بجائے اس اصول کو تسلیم کیا گیا کہ اگر نیا چاند غروب آفتاب کے بعد ۵/منٹ یا اس سے زیادہ وقت تک افق پر موجود ہو تو رویت مان لی جائے۔ ۱۹۸۶ء سے تو ۵/منٹ کے بجائے چاند کا افق پر صرف ایک منٹ باقی رہنا ہی کافی مان لیا گیا۔ یعنی رویت ہلال کے بجائے افق پر وجود قمر کی بنیاد پر رمضان کا تعین کیا جاتا ہے۔

یہ دونوں تجاویز نہ صرف یہ کہ اختلاف کو دور کرنے کے لئے کارآمد نہیں بلکہ اختلافات میں مزید اضافہ کا باعث ہوں گی۔ کیونکہ اختلاف دراصل شرعی احکام کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ مرکزیت کی عدم موجودگی اور تنظیمی صلاحیت کی کمی کی وجہ سے ہے۔

اس کے علاوہ متذکرہ دونوں تجاویز احکام شرعی کے خلاف ہیں ایک عالم دین مولانا وحیدالدین خاں پہلی تجویز سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''روزہ کوئی مشینی عمل نہیں۔ وہ ایک نفسیاتی عمل ہے۔'' شریعت میں ہر عبادت کے لئے اور اسی طرح روزہ کے لئے یہ مطلوب ہے کہ آدمی جب روزہ رکھے تو اس کے ساتھ وہ اپنی کیفیات کو بھی اس کے ساتھ شامل کرے۔ اس کا روزہ ایک نفسیاتی واقعہ ہونا چاہئے نہ کہ ایک خشک مشینی واقعہ۔

جب شعبان کی ۲۹/تاریخ آتی ہے تو شام کو مسلمان باہر نکل کر افق کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔ یہ گویا روزہ داروں کے ساتھ آسمانی ربط کا قائم ہونا ہے۔ اوپر کی طرف وہ اپنی نگاہیں اُٹھا کر گویا یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کیا ان کے پاس اللہ کا یہ حکم آگیا ہے کہ آج سے وہ ایک مہینہ تک روزہ دار کی زندگی گزاریں۔ یہ روزہ داروں کے لئے ایک لطیف نفسیاتی لمحہ ہوتا ہے جو رویت ہلال کے لئے

کیلنڈر کو بنیاد بنانے کی صورت میں کبھی پیدا نہیں ہوسکتا۔"

اس کے یہ معنی نہیں کہ دینی معاملہ میں سائنسی معلومات سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔ آج ہم ان ہی اوقات میں صلوٰۃ ادا کرتے ہیں جو قرآنِ مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہیں۔ یہ اوقات اس وقت مقرر ہوئے تھے جب گھڑی کا رواج نہ تھا اور نہ گھنٹوں اور منٹوں سے واقفیت تھی۔ آج اوقات صلوٰۃ کے لئے گھڑی نہ صرف ناگزیر ہے بلکہ ہم عصری معلومات کی مدد سے قبل از قبل اوقات صلوٰۃ کا تعین کر لیتے ہیں یہی حال دوسرے دینی فرائض کا ہے۔ بنیادی شرط کو باقی رکھتے ہوئے سائنسی معلومات اور جدید ایجادات سے ایک حد تک ضروری مدد ضرور لی جانی چاہئے۔

اس اصول کو رویت ہلال کے مسئلہ پر اس طرح اطلاق کیا جاسکتا ہے کہ رویت ہلال کے سلسلہ میں ہلال کو آنکھ سے دیکھنے کی شرط کو باقی رکھتے ہوئے سائنسی معلومات سے پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے ایک نوجوان نے اس مسئلہ میں سنجیدگی کے ساتھ دلچسپی لی اور شرعی مطالبات کو تسلیم کرتے ہوئے اور مثبت رویہ اختیار کرتے ہولے علمی معلومات فراہم کی ہیں۔ یہ معلومات ایسی بیش قیمت ہیں کہ ان سے ہر مسلمان کو واقف ہونا ضروری ہے۔

ڈاکٹر طارق منیر ایڈنیرا میں میکانیکل انجینئرنگ کے لکچرر ہیں۔ ان کی تخصیص سورج کی شعاوں سے توانائی کا حصول رہی ہے۔ کچھ سال قبال راقم الحروف نے ان کے کام کے تعارف کا عنوان رکھا تھا۔ "جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا۔"

طارق منیر نے نجی طور پر علم فلکیات کی مدد سے اوقات صوم وصلوٰۃ کے متعین کرنے میں دلچسپی لی۔ اور ساڑھے سینتالیس درجہ عرض البلد شمالی سے اوپر اور ساڑھے سینتالیس درجہ عرض البلد جنوبی سے نیچے کے مقامات کی حد تک اوقات صلوٰۃ کا تعین کرنے کے سلسلہ میں ایک رسالہ Prayer Timings fot the Higher Latitudes لکھا۔

اس وقت وہ علم فلکیات کی مدد سے رویت ہلال پر کام کر رہے ہیں اور یہ کام بفضلہ اس منزل میں آ گیا ہے کہ اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

میں نے ڈاکٹر طارق منیر سے بات چیت کے دوران یہ سوال کیا کہ فلکیات اصطلاح میں "چاند کی پیدائش" سے کیا مراد ہے تو انہوں نے یوں صراحت کی:

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆

''یہ تو سب جانتے ہیں کہ چاند زمین کے اطراف اس طرح گردش کرتا ہے کہ اس کا صرف ایک نصف حصہ زمین کے سامنے رہتا ہے اور دوسرا نصف ہماری نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے اور اہل زمین اسے کبھی نہیں دیکھ سکتے، جو حصہ زمین کے سامنے رہتا ہے وہ بھی اتنا اور صرف اتنا نظر آتا ہے جس کو سورج کی شعاعیں منور کریں۔ چاند جب زمین کے اطراف گردش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی گردش کو اس طرح مقرر کیا ہے کہ ہر روز اس کے زاویہ میں کچھ فرق پیدا ہوتا ہے۔ ہر روز منور ہونے والا حصہ بڑھتا جاتا ہے۔ ۱۵/دن میں یہ زاویہ ترقی کرتا ہے اور پورا چاند منور ہوتا جاتا ہے اور ہم کو چاند بدر کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اس کے بعد ۱۵/دنوں تک اس کا زاویہ اس طرح بدلتا جاتا ہے کہ چاند کا منور حصہ آہستہ آہستہ کم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ایک یا دو دن چاند اہل زمین کو نظر نہیں آتا۔ جب نظر آنے والے زاویہ (یا پوزیشن) کی بالکل ابتداء ہوتی ہے تو اس کو چاند کی پیدائش یعنی محاق کہتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر چاند کے بالکل نظر نہ آنے اور پھر دوبارہ نظر آنے کے درمیانی لمحہ کو چاند کی پیدائش کا لمحہ یا محاق کہا جاتا ہے جس کے بعد ہر روز چاند کا منور حصہ بڑھتا جاتا ہے۔''

میں نے ڈاکٹر طارق منیر سے سوال کیا کہ چاند انسانی آنکھ کو کب اور کیسے نظر آتا ہے، اس کی صراحت کرتے ہوئے انہوں نے رویت ہلال کے لئے تین شرائط سامنے رکھیں۔

۱۔ سورج کی طرح چاند بھی ہر روز طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ چاند کی پیدائش کے وقت تو چاند انسانی آنکھوں کو نظر نہیں آتا کیونکہ اس لمحہ منور حصہ صفر ہوتا ہے۔ اس کے بعد چاند کے نظر آنے کے لئے ضروری ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے ۳۵ تا ۴۰ منٹ بعد چاند کا غروب ہو۔ یعنی اگر سورج کے غروب ہونے کے ۳۰ منٹ بعد ہی چاند بھی غروب ہو جائے تو پھر چاند نظر نہیں آئے گا۔

۲۔ سورج کے غروب ہونے کے وقت چاند کی پیدائش ہو کر کم از کم ۱۶/گھنٹے گزر چکے ہوں یعنی اگر شہر لکھنؤ میں چاند کی پیدائش بارہ بجے دن عمل میں آئی ہے تو اس دن سورج کے غروب کے وقت یعنی ۷/بجے شام تک صرف ۷/گھنٹے گزرے ہوں گے۔ ایسی صورت میں اس دن رویت ہلال ممکن نہیں۔

☆الضرر یزال ☆ضرر (نقصان) کا ازالہ کیا جائے گا☆

۳۔ سورج زمین اور چاند کا درمیانی زاویہ کم از کم ۸/ڈگری (درجہ) ہو۔

اس وقت دنیا کو جو فلکیاتی معلومات حاصل ہیں ان میں سورج اور چاند کی حرکت کا مکمل مواد شامل ہے۔ ان میں سے جو معلومات رویت ہلال کے سلسلہ میں ناگزیر ہیں ان سے تین مسلم سائنس دانوں (ڈاکٹر طارق منیر، ڈاکٹر منظور احمد اور ڈاکٹر عبدالشکور) نے پرسنل کمپیوٹر پروگرام کے لئے استفادہ کیا۔ یہ پروگرام چاند کی پیدائش اور رویت ہلال کے نقطۂ نظر سے انسانی آنکھوں سے چاند کا مشاہدہ کرنے کے امکانات کی جانچ کرتا ہے۔

اس پروگرام کے ذریعہ قطعیت کے ساتھ یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کسی شہر میں فلاں تاریخ کو اتنے بج کر اتنے منٹ، اتنے سیکنڈ پر اس سمت پر اور افق سے اس بلندی پر اوسط انسانی نظر سے چاند نظر آئے گا۔ اس طرح علم فلکیات کی مدد سے رویت ہلال میں سہولت پیدا کی جا سکتی ہے اور اگر بار بار کی شہادت سے اس پروگرام کی صحت کی تصدیق ہو جائے تو ایسے وقت جب کہ مطلع ابر آلود ہو اس پروگرام کی بنیاد پر قمری تاریخ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

اہم خوشخبری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ) کے پندرہ سیمناروں
اور فقہی اجلاسوں کی قراردادوں اور سفارشات پر مشتمل کتاب

جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل

کے نام سے شائع ہوگئی ہے

ترتیب وتدوین ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

نظر ثانی واہتمام اشاعت : ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ناشر: ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی

واحد تقسیم کار: مکتبہ فیض القرآن { قاسم سنٹر اردو بازار کراچی} فون 2217776

فضل العالم علی العابد کفضلِ القمرِ علی سائرِ الکواکب (سنن ابوداود وترمذی)